اختر اورینوی کی افسانہ نگاری

اختر اورینوی کے چھ افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں ۔تاریخی ترتیب یوں ہے :

منظر و پس منظر ۔ کلیاں اور کانٹے ۔ انارکلی اور بھول بھلیاں ۔ سیمنٹ اور ڈائنامائٹ ۔ کینچلیاں اور بال جبریل ۔ سپنوں کے دیس میں

اگر ہم افسانہ نگار کے ذہنی ارتقا کی تاریخ مجموعوں کی روشنی میں پیش کرنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ منظر و پس منظر اور کلیاں اور کانٹے ابتدائی دور کی یادگار ہیں جبکہ فنکار کے شعور میں بالیدگی نہیں آئی تھی ۔تاہم ان دونوں مجموعوں میں سماج اور فرد کے معاشی و نفسیاتی مطالعے کے وہ سارے پہلو موجود ہیں جو معاصر افسانہ نگاروں کے ہاں بھی ملتے ہیں ۔مثلاً مشاہدے کی باریکی ،تصور کی لطافت اور بیان کی تصویریت وغیرہ ۔ان دونوں مجموعوں کے بیشتر افسانوں میں آپ بیتی بھی ہے اور جگ بیتی بھی نیز اپنے گرد و پیش کے ساتھ انسان کے دل و دماغ کی بھی ایک پوری دنیا آباد ہے ۔مثال کے طور پر افسانہ ٹائپسٹ ، جینے کا سہارا ، پاگل ، تسکین حسرت ، شادی کے تحفے ، شکور دادا ، کوئلے والا اور کلیاں اور کانٹے وغیرہ دیکھے جا سکتے ہیں ۔ان کہانیوں میں بڑا تنوع اور وفور ہے ۔سامنے کے آئے دن کے واقعات بھی ہیں اور کچھ غیر معمولی قسم کے واقعات بھی ۔اور سب سے بڑھ کر افسانہ نگار کا اپنے کرداروں کے ساتھ مخصوص رویہ ہے ۔انہیں اپنے کرداروں کے سرد و گرم سے محض دلچسپی نہیں بلکہ ان کی محرومیوں کے ساتھ ایسی ہمدردی اور شادکامیوں میں ایسی شرکت ہے ، گویا الم و نشاط کی یہ ساری کیفیات خود ان پر گزری ہوئی ہوں ۔

اختر اورینوی نے اپنے فن کی ابتدا ان افسانہ نگاروں کی صف میں شامل ہو کر کی جو ایک زمانے میں ترقی پسند کہے جاتے تھے ۔اس دور کے لکھنے والوں میں منٹو اور عصمت کے علاوہ کرشن چندر اور بیدی سب سے نمایاں ہیں ۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ کہ اگرچہ تصور میں اورینوی کرشن چندر سے زیادہ قریب ہیں مگر تکنیک کے اعتبار سے وہ بیدی سے مماثل ہیں ۔تاہم پلاٹ کی تشکیل میں دونوں کے درمیان چند

درجوں کا فرق ہے ۔بیدی کے پلاٹ میں کچھ الجھاوے ملتے ہیں جبکہ اوپندر ناتھ اشک کا پلاٹ بالکل سیدھا ہوتا ہے ۔غالباً اسی لئے اورینوی کا عروج جتنا نوکیلا ہے ،بیدی یا کسی دوسرے افسانہ نگار کا نہیں ۔اختر اورینوی کی فنی تربیت کا یہ دور اُن کے تیسرے مجموعے 'انار کلی اور بھول بھلیاں' تک جاری رہتا ہے ۔ اب تک اورینوی کا تخیل ترقی پسندی کی چاردیواری سے باہر نہیں نکلا ہے ۔وہی زر، زمین، زن کے جھگڑے ۔حد تو یہ ہے کہ 'نگاہیں' کے نام کے ایک افسانے میں انہوں نے عصمت چغتائی کے محبوب موضوع زنانہ ہوس کو بھی مجسم کر دیا ہے ۔لیکن اس ترقی پسندانہ بے خودی میں بھی ایک ہوشیاری ہے ۔یعنی موضوعات کی یکسانیت کے باوجود ان کی پیشکش کا انداز مختلف ہوتا ہے ۔جنس، نفس اور شکم تینوں معاملات میں ان کا اندازِ نظر فلسفیانہ یا شاعرانہ ہوتا ہے ۔وہ نہ مزدور بن پاتے ہیں نہ مریض اور نہ عاشق ۔بلکہ ہر حال میں ایک فنکار اور مفکر ہی رہتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ان کی کہانیوں میں الجھنیں اور برہنگی نہیں ملتی ۔اب ان کے ذہن میں زیادہ وسعت اور شعور میں زیادہ گہرائی پیدا ہونے لگی تھی ۔اختر اورینوی کے چوتھے اور پانچویں مجموعے کے افسانے ،مثلاً گھر کو واپسی، رات بھر، راج محل، پندرہ منٹ، اکتاہٹ، اور گرجا کے سائے میں جنت سے دور وغیرہ اورینوی کی افسانہ نگاری کے عروج و کمال کا واضح نقش پیش کرتے ہیں ۔اب ان کی نگاہ اتنی باریک اور تصور اتنا گداز آفریں ہو چکا ہے کہ دقیق فلسفیانہ افکار بھی چھن اور پگھل کر ایک طلسم ہوشربا تخلیق کر سکتے ہیں ۔یہ ان کے فن کا ارتقا ہے جس کے سبب انہوں نے اپنے ہر دوسرے مجموعے میں پہلے مجموعے کے ایک سے زیادہ موضوعات کی ترجمانی کی ہے ۔مثال کے طور پر جنگ کے موضوع کو لیجئے ۔اورینوی نے زندگی کے اس اہم مسئلے پر اپنی افسانہ نگاری کے ہر دور میں مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی ہے ۔اگرچہ مرکزی نقطہ ایک وہی دردِ انسانیت کا ہے ۔مثلاً ان کے افسانے کلیاں اور کانٹے، پناہ گزین، انار کلی اور بھول بھلیاں، گھر کو واپسی وغیرہ اسی موضوع کے متفرق جلوؤں کو پیش کرتے ہیں ۔

اختر اورینوی کے مجموعے 'کینچلیاں اور بال جبریل' اور سپنوں کے دیس میں' ان کے فن کے بہترین نمائندے ہیں۔ان دونوں سے ان کی افسانہ نگاری کا قد اور قدر دونوں متعین ہو جاتے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ افسانے کسی اچانک عمل کی پیداوار نہیں ہیں۔ان کے پیچھے ایک وسیع و عریض فن کا پورا ارتقا ہے۔یہ افسانے اورینوی کی افسانہ نگاری کے پورے کردار کے اشاریے ہیں۔اور یہ کردار اردو افسانہ نگاری کی روایت میں ایک منفرد تجربہ پیش کرتا ہے۔اورینوی کے افسانوں پر اکثر کسی المیہ یا رزمیہ کا احساس ہوتا ہے۔ان کے تخیل کی باریکی اور اسلوب کی رنگینی ان کے افسانوں کی سطح کو بلند کر دیتی ہے۔اردو افسانہ نگاری میں اختر اورینوی کا امتیاز سرگزشت آدم کی مکمل قصہ خوانی ہے۔وہ کوشش کرتے ہیں کہ فرد کی شخصیت اور سماج کی ہیئت کا کوئی پہلو مطالعہ میں نظر انداز نہ ہو جائے۔وہ حیات کے کسی رخ کا بھی مطالعہ کرتے ہیں تو اس پر ہر جہت سے روشنی ڈال کر اس کی کلی اصلیت کو گرفت میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔انہیں انسانیت کی بنیادی قدروں کا عرفان بھی حاصل ہے۔خود اختر اورینوی کے بقول،ان کی افسانہ نگاری کے تین دور ہیں۔پہلے دور میں انہوں نے نیاز فتحپوری کی پیروی کی۔دوسرے میں ترقی پسند رجحان کی عکاسی کی اور تیسرے میں فلسفیانہ میلانات کا اظہار کیا۔اور یہی آخری دور ان کے نزدیک سب سے اہم ہے۔

☆☆☆